www.emarsiya.com



# مرثیہ

ابن الرضا بھی سالکِ راہِ رضا رہا
سجادۂ رسول پہ شغلِ دعا رہا
ہر رنج میں زبان پہ شکرِ خدا رہا
گنتی کے دوست دار تھے دشمن ہزار ہا

بد خواہ کتنے اِس قمرِ مرتضیٰؑ کے تھے
تھا اک چراغ سینکڑوں جھونکے ہوا کے تھے

کیا حال ہو رضا کے جگر بند کا بیاں
پیارا تھا مرتضیٰ کا وہ سلطانِ انس و جاں
معجزنما امامِ زماں ہادئ جہاں
ایسے ولی کے درپئے ایذا تھے بدگماں
سوزِ الم سے دل میں تھے چھالے پڑے ہوئے
تھے رشکِ گل کو جان کے لالے پڑے ہوئے

لعنت خدا کی معتصمِ نابکار پہ
بھیجا پیام چھوڑیے گھر آیئے ادھر
درپیش آہ پھر ہوا بغداد کا سفر
پر اس سفر نے منزلِ آخر کی دی خبر
مظلوم کا یہ کوچ وطن سے اخیر تھا
مشتاقِ کنجِ قبر کا وہ گوشہ گیر تھا

ہمراہ امِ فضل بھی تھی موردِ عذاب
یثرب سے جانے کی تھی خوشی اسکو بے حساب
اسکا چچا تھا معتصمِ خانماں خراب
بغداد میں پہنچ گئے شاہِ فلک جناب
توقیر ظاہری تو بہت بے وفا نے کی
پر فکرِ قتلِ شاہ اس اہلِ جفا نے کی

www.emarsiya.com


بغداد میں مقیم رہے سال بھر حضور
ناری یہ چاہتا تھا کہ گل ہو چراغِ نور
واقف تھا امِ فضل کی حالت سے پرفتور
رکھتی تھی بغض رہبرِ عالم سے بے شعور

ظالم کے مشورہ سے وہ خورسند ہو گئی
کہنے پہ معتصم کے رضا مند ہو گئی

یہ بے مروتی یہ ستم یہ غضب یہ قہر
وہ بیکسی امام کی وہ دور اپنا شہر
دیکھیں تو اہلِ دل خلشِ خارِ باغِ دہر
انگور رازقی میں دیا فاقہ کش کو زہر

لیں کروٹیں علیؑ ولی کو پکار کے
اعضائے پاک سوج گئے دل فگار کے

رونے لگی وہ دیکھ کے حضرت کا حالِ زار
فرمایا آپ نے کہ عبث ہے تو اشکبار
اس عارضے سے دیگا سزا تجھ کو کردگار
جس کا کوئی علاج نہیں اے جفا شعار

دیتی جواب کیا سرِ ملعونہ جھک گیا
دم شاہِ دیں کا زہر کے صدموں سے رک گیا

تکلیف پائی چند شب و روز جاں گسل
تاثیر سم سے آگ تھی سینے میں مشتعل
وہ کرب وہ جگر کی حرارت وہ دردِ دل
ہوتا گیا رسول کا دلدار مضمحل

حاکم نے کی مدد نہ توجہ طبیب نے
آخر سفر کیا سوئے جنت غریب نے

www.emarsiya.com



کملا کے رہ گیا گلِ تر بوتراب کا
مرجھا گیا نونہال رسالت مآب کا
دیکھا جوانا مرگ نے رنگ انقلاب کا
وہ موت بیکسی کی وہ موسم شباب کا

کیوں پیرِ چرخ جائے تاسف ہے یا نہیں
کمسن اماموں میں کوئی ایسا ہوا نہیں

انجام اس طرح بھی کتابوں میں ہے رقم
شیعوں نے آپ کے جو سنا یہ نیا ستم
روتے ہوئے گئے سرِ تسلیم کر کے خم
میت کو بہرِ غسل اٹھایا بچشمِ نم

سینوں کو اپنے خستہ جگر پیٹنے لگے
عمامے پھینک پھینک کے سر پیٹنے لگے

نہلایا اس مسافرِ دارالسلام کو
بھر آئے دل کفن جو پنہایا امام کو
تابوت میں لٹا کے شہ خاص و عام کو
پُرسہ دیا علی کو رسولِ انام کو

تارے طواف کرتے تھے عرشِ مجید کا
ماتم کیا اٹھا کے جنازہ شہید کا

جس جا تھی قبر موسیٰ کاظمؑ فلک وقار
پہلو میں اس لحد کے کھدا دوسرا مزار
پوشیدہ زیرِ خاک ہوا نورِ کردگار
حسرت پکارتی تھی کہ اس شان کے نثار

تاخیر دفن سے بھی شرف آشکار ہے
یہ وارثِ حسینؑ غریب الدیار ہے